روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

جمعرات 7 جنوری 2010ء 20 محرم 1431 ہجری 7 صلح 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 5

بہت بڑا آدمی

ڈاکٹر مارگیلیوس لکھتا ہے کہ:۔

''میں محمد (ﷺ) کو دنیا کے بہت بڑے لوگوں میں شمار کرتا ہوں انہوں نے قبائل عرب سے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر کے بہت بڑی پولیٹیکل گتھی کو سلجھایا اور میں ان کی کما حقہ تعظیم و تکریم کرتا ہوں۔''

﴿اسلام اور علمائے فرنگ۔ بحوالہ :برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول صفحہ 36﴾

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

پہلا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کی اصلاح تھی۔ اور عرب کا ملک اس زمانہ میں ایسی حالت میں تھا کہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان تھے۔ کونسی بدی تھی جو ان میں نہ تھی۔ اور کونسا شرک تھا جو ان میں رائج نہ تھا۔ چوری کرنا ڈاکہ مارنا ان کا کام تھا۔ اور ناحق کا خون کرنا ان کے نزدیک ایک ایسا معمولی کام تھا جیسا کہ ایک چیونٹی کو پیروں کے نیچے کچل دیا جائے۔ بچوں کو قتل کر کے ان کا مال کھا لیتے تھے۔ لڑکیوں کو زندہ بگور کرتے تھے۔ زناکاری کے ساتھ فخر کرتے اور علانیہ اپنے قصیدوں میں ان گندی باتوں کا ذکر کرتے تھے۔ شراب خواری اس قوم میں اس کثرت سے تھی۔ کہ کوئی گھر بھی شراب سے خالی نہ تھا۔ اور قمار بازی میں سب ملکوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ حیوانوں کی عار تھی اور سانپوں اور بھیڑیوں کی ننگ۔

پھر جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی باطنی توجہ سے ان کے دلوں کو صاف کرنا چاہا۔ تو ان میں تھوڑے ہی دنوں میں ایسی تبدیلی پیدا ہوگئی۔ کہ وہ وحشیانہ حالت سے انسان بنے۔ اور پھر انسان سے مہذب انسان۔ اور مہذب انسان سے باخدا انسان۔ اور آخر خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسے محو ہوگئے۔ کہ انہوں نے ایک بے حس عضو کی طرح ہر ایک دکھ کو برداشت کیا۔ وہ انواع اقسام کی تکالیف سے عذاب دیئے گئے۔ اور سخت بے دردی سے تازیانوں سے مارے گئے۔ اور جلتی ہوئی ریت میں لٹائے گئے۔ اور قید کئے گئے۔ اور بھوکے پیاسے رکھ کر ہلاکت تک پہنچائے گئے۔ مگر انہوں نے ہر ایک مصیبت کے وقت آگے قدم رکھا۔ اور بہتیرے ان میں ایسے تھے کہ ان کے سامنے ان کے بچے قتل کئے گئے اور بہتیرے ایسے تھے کہ بچوں کے سامنے وہ سولی دیئے گئے۔ اور جس صدق سے انہوں نے خدا کی راہ میں جانیں دیں۔ اس کا تصور کر کے رونا آتا ہے۔ اگر ان کے دلوں پر یہ خدا کا تصرف اور اس کے نبی کی توجہ کا اثر نہ تھا۔ تو پھر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو اسلام کی طرف کھینچ لیا۔ اور ایک فوق العادت تبدیلی پیدا کر کے ان کو ایسے شخص کے آستانہ پر گرنے کی رغبت دی کہ جو بیکس اور مسکین اور بے زری کی حالت میں مکہ کی گلیوں میں اکیلا اور تنہا پھرتا تھا۔ آخر کوئی روحانی طاقت تھی جو ان کو سفلی مقام سے اٹھا کر اوپر کو لے گئی۔ اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اکثر ان کے ان کی کفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن اور آنجناب کے خون کے پیاسے تھے۔ پس میں تو اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں سمجھتا۔ کہ کیونکر ایک غریب مفلس تنہا بیکس نے ان کے دلوں کو ہر یک کینہ سے پاک کر کے اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ وہ فخریہ لباس پھینک کر اور ٹاٹ پہن کر خدمت میں حاضر ہو گئے۔

﴿پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23ص 463﴾

محترم پروفیسر (ر) محمد یوسف

صاحب راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے

احباب جماعت کو نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ حلقہ رچنا ٹاؤن لاہور کے ایک مخلص احمدی بزرگ اور صدر حلقہ مکرم پروفیسر محمد یوسف صاحب پروفیسر ریٹائرڈ بعمر تقریباً 70 سال معاندین احمدیت کی فائرنگ سے مورخہ 5 جنوری 2010ء کو راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔

مرحوم 5 جنوری 2010ء کو صبح ساڑھے سات بجے کے قریب اپنے بیٹے کے جنرل سٹور جو ان کی رہائش گاہ سے ملحق ہے پر بیٹھے تھے کہ موٹر سائیکل پر سوار دو نقاب پوش افراد نے آ کر فائرنگ کر دی۔ شدید زخمی حالت میں ہسپتال لے جاتے ہوئے راستہ میں ہی وفات ہو گئی۔ مرحوم نہایت نیک سیرت، ملنسار اور اچھی شہرت کے حامل تھے۔ کسی سے کوئی تنازعہ یا دشمنی نہ تھی۔ محض احمدی ہونے کی بنا پر راہ مولیٰ میں قربان کر دیا گیا۔

رچنا ٹاؤن لاہور میں کافی عرصہ سے مخالفت کا سلسلہ جاری ہے۔ افراد جماعت کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں، احمدیوں کے قتل کے فتوے جاری کئے جا رہے ہیں۔ نیز مختلف مقامات پر واجب القتل ہونے کے بینرز بھی آویزاں کئے گئے ہیں۔ مخالفانہ جلسوں کا سلسلہ بھی تسلسل سے جاری ہے۔ وقوعہ سے ایک روز قبل بھی مخالفانہ جلسہ کا انعقاد کیا گیا تھا۔

آپ کا آبائی گاؤں سعداللہ پور ضلع منڈی بہاؤالدین تھا۔ آپ 5 جنوری 1945ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کو 20 سال تک مختلف ادوار میں بطور صدر حلقہ رچنا ٹاؤن اور تین سال تک زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ فیکٹری ایریا لاہور خدمت کی توفیق ملی۔ آپ پڑھے لکھے اور سلجھی ہوئی اور سنجیدہ شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے ایم اے پنجابی اور ایم ایڈ کیا ہوا تھا۔ آپ گورنمنٹ ہائی سکول شاہدرہ میں سینئر سائنس ٹیچر،

﴿باقی صفحہ 8 پر﴾

احمدی ماؤں کے نام

جن پیروں کے نیچے جنت ، سر پر ایک ردا
جسم ڈھکا ہے آنکھیں نیچی ، دل میں سوز بھرا
جن کی خو تسلیم و رضا ہے، جن کا کام وفا
جن کے وقت کا اک اک لمحہ دیں کے لئے ہے فدا
جن کے سندر مکھڑوں پر تقدیس کا گہنا ہے
اُن ماؤں سے آج مجھے کچھ عرؔشی کہنا ہے
قوموں کی تقدیر بنانا ماؤں کا ہے کام
ہر پل چوکس رہنا تم پر آئے نہ الزام
آج مچایا عورت کی آزادی نے کہرام
بنت حوا آج بنی اک طعنہ اک دشنام
اپنی ناداں بہنوں پر حرمت کا پردہ تانو
عزت کا احساس دلاؤ، حکم خدا کا مانو
مغرب کی تہذیب ملمع قدریں ایک سراب
تشنہ ہی مر جاتا ہے جو سمجھے اس کو آب
وقتی لذت اور تموج ، پیچھے ایک عذاب
وقت نکالو کھول کے دیکھو رب کی پاک کتاب
نسلِ نو کو سمجھاؤ ، قرآن پہ غور کریں
مت بے سوچے سمجھے ویمن لب کا شور کریں
(Liberty)
ہر بد صورت شے کو تم نے حسن عطا کرنا ہے
خود غرضی کے بھڑکے شعلوں کو ٹھنڈا کرنا ہے
ٹوٹے بکھرے رشتوں کو پھر سے یکجا کرنا ہے
تم خالق کا روپ ہو اپنا فرض ادا کرنا ہے
خود پر نظریں ڈالو اپنے من آنگن میں جھانکو
صبر کا کڑوا چورن پہلے ہمت کر کے پھانکو
راہ خدا میں زخم لگیں تو ان پر ناز کرو
دل کے سب دروازے رب کی خاطر باز کرو
عشق میں پنچھی بن جاؤ اونچی پرواز کرو
دکھ سکھ کے لمحات میں مولا کو ہمراز کرو

جن ماؤں کے دل میں سچے رب کا عشق نہاں
ان کے لب پر ذکر خدا کا ، ان کے اشک رواں
تم نے امن کے خوابوں کو تعبیر عطا کرنی ہے
جنت جیسی دنیا کی تصویر عطا کرنی ہے
حرفِ دعا کو، گریہ کو، تاثیر عطا کرنی ہے
صنف نازک کو اس کی توقیر عطا کرنی ہے
روپ تمہارا دیکھ کے سب کو اللہ کی یاد آئے
عظمت مومن عورت کی سب کو ششدر کر جائے
درد بٹاؤ لوگوں کی سچی غم خوار بنو
سایہ بانٹو دنیا میں مثل اشجار بنو
ٹوٹی پھوٹی ناؤ کی تم کھیون ہار بنو
ہر جانب بارود کی بو ہے تم مہکار بنو
رنجش نفرت بے مہری کو دور بھگانا ہو گا
پیار کی بھینی خوشبو سے جگ کو مہکانا ہو گا
گھر کو ایسا جذب وکشش دو گھر جنت بن جائے
گھر محور ہو گھر منزل ہو نہ کہ ایک سرائے
شوہر ہو یا بیٹا ہو وہ سیدھا گھر کو آئے
گھر کی جنت میں آ کر وہ سچی راحت پائے
دنیا کے مت پیچھے دوڑو اس میں صرف زیاں
پھول کہاں سے مہکیں گے جب گھر کے بیچ خزاں
چلتے چلتے یہ دنیا بارود پہ آ بیٹھی ہے
رونق میلے موجیں ہیں پر چین گنوا بیٹھی ہے
شوق میں لذت یابی کے ہر قدر بھلا بیٹھی ہے
خلق کو راضی کرتی ہے خالق سے خفا ہو بیٹھی ہے
مغرب کی تہذیب ہے کیا اک زہر بھرا شربت ہے
جام بلوری دیکھ کے تم مت سمجھو یہ امرت ہے
دنیا میں مت کھُب جانا تم، کام تمہارا اعلیٰ
تم چانن ہو شرق و غرب کا، تم ہو ایک اجالا

تم کو دین حق نے اپنی گود میں برسوں پالا
ماہ کامل ہو تم چاروں سمت حیا کا ہالہ
اپنے پیارے بچوں کو ورثے میں تقویٰ دینا
جان اور مال کے بدلے میں اللہ کی قربت لینا
ماں کے دودھ میں مخفی ہیں آئندہ کی تقدیریں
کام نہیں دے پائیں گی یاں دنیاوی تدبیریں
ماں گر جوش دلائے بیٹے کوہ گراں کو چیریں
ماں کے آنسو بن جاتے ہیں پاؤں کی زنجیریں
نور خدا کے عشق کا اپنے سینوں میں بھر لینا
دودھ کی صورت اپنے بچوں کو یہ امرت دینا
آج تمہیں اک ماڈل کی صورت میں سنورنا ہو گا
اپنے قول و فعل میں رنگ ...... کا بھرنا ہو گا
صبر و رضا کی پگڈنڈی پر پاؤں دھرنا ہو گا
دنیا کو جیون دینے کی خاطر مرنا ہو گا
جان لڑا دو بچوں کے سینوں میں غیرت بھر دو
ہمت اور شجاعت بھر دو ، عشق خلافت بھر دو
کس تیزی سے بدل رہے ہیں دنیا کے اطوار
نسل نو ہر مذہب سے ہر بندھن سے بے زار
ایسے میں ہے ماؤں کی امداد ہمیں درکار
لجنہ کو پیغام یہی ہے ہو جاؤ تیار
دنیا کی استاد تمہی ہو یہ احساس کرو
اپنے عہد بیعت کا اے ماؤ پاس کرو
آنے والے کل کی عرؔشی ہم مائیں معمار
کل کا مؤرخ پرکھے گا ہم ماؤں کا کردار
ماں کا عزم بنا سکتا ہے صحرا کو گلزار
ماؤں میں گر تقویٰ ہو تو قوم کا بیڑا پار
قوم کو جنت دو یا دوزخ ، اب ہے کام تمہارا
چودہ صدیوں بعد ملا ہے موقع یہ دوبارہ

ا۔ع۔ملک

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع: ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 5 روپے

وقارعمل ہماری روایت اور شان ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

’’وقارعمل کی روح یہ ہے کہ ہر احمدی نوجوان کو اس بات کی عادت ڈال دی جائے کہ وہ کسی کام کو بھی ذلیل اور حقیر نہ سمجھے اور جب تک یہ ذہنیت ہمارے نوجوانوں میں پیدا نہ ہو اس وقت تک وہ ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے اہل ہو ہی نہیں سکتے۔ جو ذمہ داریاں خدا تعالیٰ نے ان پر ڈالی ہوئی ہیں اور جن ذمہ داریوں کے نبھانے کیلئے ہم لوگ آپ کو کہتے رہتے ہیں۔‘‘

(مشعل راہ جلد دوم ص 27)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

’’کوئی شخص بھی جماعت احمدیہ کی وقارعمل کی روح سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سب سے زیادہ گہرا اثر کرنے والی چیز جو جماعت احمدیہ کی تنظیم میں پائی جاتی ہے جس کا بہت ہی وسیع اور گہرا اثر میں نے دیکھا ہے احمدیوں کی وقت کی قربانی اور اس قربانی کے نتیجہ میں عظیم الشان کام سرانجام دینا ہے۔‘‘

(مشعل راہ جلد سوم ص 436)

سید محمود احمد
صدر تزئین ربوہ کمیٹی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔...... (سورۃ البقرہ: 322) لیکن یہ بات واضح ہونی چاہیے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ اصل اللہ تعالیٰ کا محبوب انسان اس وقت بنتا ہے جب توبہ و استغفار سے اپنی باطنی صفائی کا بھی ظاہری صفائی کے ساتھ اہتمام کرے۔ ہم میں سے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد ہم اپنی ظاہری و باطنی صفائی کی طرف خاص توجہ دیں تا کہ ہماری روح و جسم ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے والے ہوں‘‘۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول ص 168)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’اَلطُّہُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی طہارت پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا ایک حصہ ہے‘‘۔

(مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء)

ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’پاکیزگی اختیار کرنا نصف ایمان ہے‘‘۔ (المعجم الکبیر جلد 3)

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر سڑکوں کی صفائی کے بارے میں ارشاد فرماتے تھے۔

’’اگر راستہ پر جھاڑیاں یا پتھر اور کوئی گندی چیز ہوتی تو آپؐ اسے خود اٹھا کر ایک طرف کر دیتے اور فرماتے کہ جو شخص راستوں کی صفائی کا خیال رکھتا ہے خدا اس پر خوش ہوتا ہے اور اسے ثواب عطا کرتا ہے‘‘۔

(مسلم۔ کتاب البر والصلۃ)

ربوہ کو سرسبز اور Lush Green (شاداب) کردیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’حضرت مصلح موعود کی خواہش تھی کہ میں نے رویا میں دیکھا تھا۔ ربوہ کی زمین کے متعلق کہ باقی جگہ تو یہی لگتی ہے لیکن یہاں سبزہ نہیں ہے، Greenery نہیں ہے۔ وہ امید ہے انشاء اللہ ہو جائے گی۔ حضرت مصلح موعود نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بارے میں ربوہ کے لوگ بہت کوشش کر رہے ہیں۔ خاص طور پر اطفال اور خدام نے بہت کوشش کی ہے۔ انہوں نے وقارعمل کرکے، ربوہ کو آباد کرنے کی کوشش کی ہے۔ لوگ آ کے حیران ہوتے ہیں۔ آپ جیسی چھوٹی عمر کے بچوں نے وقارعمل کرکے وہاں پودے لگائے اور ان کو سنبھالا ہے۔ تو اب میری بچوں سے یہی درخواست ہے یہی میں کہوں گا یہی نصیحت ہے کہ جو پودے آپ نے لگائے ہیں ان کی حفاظت کریں اور مزید پودے لگائیں۔ درخت لگائیں، پھولوں کی کیاریاں بنائیں اور ربوہ کو اس طرح سرسبز اور Lush Green (شاداب) کردیں جس طرح حضرت مصلح موعود کی خواہش تھی۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں ان پر عمل کریں ایک تو یہ کہ ربوہ کے ماحول کو سرسبز کریں گے تو ماحول پر ایک خوشگوار اثر ہوگا۔ عمومی طور پر لوگوں کی توجہ ہوگی اور ایک نمونہ نظر آئے گا کہ یہاں کے بچے اور بڑے محنت سے اس شہر کو آباد کر رہے ہیں جبکہ پاکستان میں باقی جگہوں پہ جب تک حکومت نہ مدد کرے کوئی اتنا سبزہ نہیں کرسکتا بلکہ باوجود مدد کے بھی نہیں کرسکتا۔

تو ربوہ کے بچوں کے لئے میری یہی نصیحت ہے کہ تین باتیں میں نے کہی ہیں۔ ایک سلام کو رواج دیں، ایک (بیوت الذکر) میں زیادہ جائیں اور اپنے بڑوں کو بھی لے کر جائیں۔ تیسری بات ربوہ میں مزید پودے لگائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی بھی خواہش تھی کہ ربوہ میں ہر گھر تین پھلدار پودے لگائے تو حضور کی اس خواہش پہ بھی عمل ہونا چاہیے اور اس کے علاوہ گھروں سے باہر بھی حضرت مصلح موعود کی خواہش پر بھی عمل کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ربوہ کو سرسبز بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جزاکم اللہ‘‘

(چلڈرن کلاس 7 جون 2003ء۔ الفضل ربوہ 10 جون 2003ء)

بیرونی صفائی سے پہلے اندرونی صفائی کی جاتی ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

’’دنیا میں ہمیشہ یہی طریق ہوتا ہے کہ پہلے اندرونی کمروں کی صفائی کی جاتی ہے۔ پھر بیرونی کمروں کی صفائی کی جاتی ہے۔ پھر صحن کی صفائی کی جاتی ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ کوئی شخص ڈیوڑھی یا باہر کی گلی کو تو صاف کرنے لگ جائے اور اس کے اندرونی کمروں میں گند بھرا ہوا ہو۔ ہمیشہ بیرونی صفائی سے پہلے اندرونی صفائی کی جاتی ہے۔ باہر کی سڑکوں اور گلیوں اور صحن وغیرہ کو صاف کرنے سے پہلے اندرونی کمروں کی غلاظت اور گند کو دور کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بیرونی کمروں کی صفائی کا وقت آتا ہے۔ پھر صحن کی صفائی کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ پھر گلی کی صفائی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور جب تمام ان مراحل کو طے کیا جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو توفیق عطا فرما دیتا ہے کہ وہ میونسپل کمیٹی کی شکل میں سارے شہر کی صفائی کا اہتمام کریں۔ پھر اس سے ترقی کرکے اللہ تعالیٰ بعض اور لوگوں کہ یہ توفیق عطا فرما دیتا ہے کہ وہ ایک حکومت کی شکل میں سارے ملک کی صفائی کا انتظام کریں۔‘‘

(مشعل راہ جلد اول ص 372)

اپنے ہاتھ سے صفائی کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیان فرماتے ہیں:۔

’’میں نے تحریک کی تھی کہ قومی طور پر یہ کام کیا جائے اور سڑکیں بنائی اور نالیاں درست کی جائیں تا نگرانی ہو سکے اور دوسروں کو بھی تحریک ہو...... جب تک دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کو ہاتھ سے کام کرنے کی عادت نہیں وہ کوشش کریں گے کہ ایسے لوگ دنیا میں موجود رہیں جو ان کی خدمت کرتے رہیں اور دنیا ترقی نہ کرے۔ میری غرض یہ ہے کہ اس کام کو نہایت اہمیت دی جائے اور پورے اہتمام سے شروع کیا جائے۔ افسوس ہے اس وقت تک کوئی مستعدی نہیں دکھائی گئی۔ یہاں بھی خدام الاحمدیہ کو یہ کام شروع کر دینا چاہئے اور پھر دوسرے گاؤں اور شہروں میں بھی شروع ہونا چاہئے۔ گاؤں کے لوگوں کو صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

......بعض لوگ تو ایسے احمق ہیں کہ وہ گندہ رہنے کو نیکی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صفائیاں کرنا انگریزوں کا کام ہے۔ ہم مومن اور مخلص ہیں۔ ہمیں ان باتوں سے کیا؟ وہ مومن مخلص اسے سمجھتے ہیں جو زیادہ گندہ ہو۔ زمانہ کتنا بدل جاتا ہے۔ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کی زندگی کے حالات ایک تاریخ کی کتاب میں پڑھ رہا تھا۔ گو اس زمانہ میں مسلمانوں میں تنزل کے آثار شروع ہو گئے تھے مگر پھر بھی میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب میں نے دیکھا کہ اس میں صفحوں کے صفحے اس موضوع پر لکھے ہوئے ہیں کہ ایک یورپین عیسائی اور شامی مسلمان میں کیا فرق ہے۔

اور فرق یہ بتائے گئے ہیں کہ مسلمان صاف ستھرا ہوتا ہے۔ اس کا بدن اور اس کے کپڑے اور مکان صاف ہوتا ہے لیکن یورپین گندہ ہوتا ہے۔ اس کے بال اور ناخن بڑھے ہوئے ہوتے ہیں...... ہر جگہ کے احمدی اس حالت کے برعکس نقشہ دکھا سکتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی یہاں بھی عمل شروع نہیں ہوا۔ خدام الاحمدیہ کو چاہئے کہ اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ لیں اور دوسروں کو سمجھائیں اور عملاً کام کریں۔......

لوگ گلیوں میں گند نہ پھینکیں

لوگ گلیوں میں گند نہ پھینکیں اور اگر کوئی پھینکے تو سب مل کر اسے اٹھائیں۔ تھوڑی سی محنت سے صفائی کی حالت اچھی ہو سکتی ہے۔ گاؤں میں رہنے والے احمدیوں کو بھی صفائی کی طرف خاص توجہ چاہئے۔ میں نے اپنے آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔...... ہمارے ملک میں گندگی کا مفہوم بالکل بدل گیا ہے اور یہ ہاتھ سے کام نہ کرنے کا ہی نتیجہ ہے۔......

میں نے خدام الاحمدیہ کو توجہ دلائی تھی کہ وہ اس کام کو خاص طور پر شروع کریں اور اب بھی جب تک وہ سکیم نہ بنے، ہر محلّہ کے ممبر ذمہ وار سمجھے جائیں محلّہ کی صفائی کے۔ پہلے لوگوں کو منع کرو اور سمجھاؤ کہ گلی میں گند نہ پھینکیں اور اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں تو پھر خود جا کر اٹھائیں۔ جب وہ خود اٹھائیں گے تو پھینکنے والوں کو بھی شرم آئے گی اور جب عورتیں دیکھیں گی کہ وہ جو گند گلی میں پھینکتی ہیں وہ ان کے باپ یا بھائی یا بیٹے کو اٹھانی پڑتی ہے تو وہ سمجھیں گی یہ برا کام ہے اور وہ اس سے باز رہیں گی۔‘‘ (مشعل راہ جلد اول ص 138 تا 140)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’اب دیکھیں مومن کے لئے صفائی کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے، اور یہ احادیث اکثر...... کو یاد ہیں، کبھی ذکر ہو تو آپ کو فوراً حوالہ بھی دے دیں گے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس پر عمل کس حد تک ہے؟ یہ دیکھنے والی چیز ہے، اگر ایک جگہ صفائی کرتے ہیں تو دوسری جگہ گند ڈال دیتے ہیں اور بدقسمتی سے...... میں

جس شدت سے صفائی کا احساس ہونا چاہیے وہ نہیں ہے اور اسی طرح اپنے اپنے ماحول میں احمدیوں میں بھی جو صفائی کے اعلیٰ معیار ہونے چاہئیں وہ مجموعی طور پر نہیں ہیں۔ بجائے ماحول پر اپنا اثر ڈالنے کے ماحول کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ پاکستان اور تیسری دنیا کے ممالک میں اکثر جہاں گھر کا کوڑا کرکٹ اٹھانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے، گھر سے باہر گند پھینک دیتے ہیں حالانکہ ماحول کو صاف رکھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنے گھر کو صاف رکھنا۔ ورنہ تو پھر اس گند کو باہر پھینک کر ماحول کو گندا کر رہے ہوں گے اور ماحول میں بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بن رہے ہوں گے۔ اس لئے احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ کوئی ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ گھروں کے باہر گند نظر نہ آئے۔ ربوہ میں، جہاں تقریباً 98 فیصد احمدی آبادی ہے، ایک صاف ستھرا ماحول نظر آنا چاہیے۔ اب ماشاء اللہ تزئین ربوہ کمیٹی کی طرف سے کافی کوشش کی گئی ہے۔ ربوہ کو سرسبز بنایا جائے اور بنا بھی رہے ہیں۔ کافی پودے، درخت گھاس وغیرہ سڑکوں کے کنارے لگائے گئے ہیں اور نظر بھی آتے ہیں۔ اکثر آنے والے ذکر کرتے ہیں۔ اور کافی تعریف کرتے ہیں۔ کافی سبزہ ربوہ میں نظر آتا ہے۔ لیکن اگر شہر کے لوگوں میں یہ حس پیدا نہ ہوئی کہ ہم نے نہ صرف ان پودوں کی حفاظت کرنی ہے بلکہ ارد گرد کے ماحول کو بھی صاف رکھنا ہے تو پھر ایک طرف تو سبزہ نظر آ رہا ہوگا اور دوسری طرف کوڑے کے ڈھیروں سے بدبو کے بھبھکے اٹھ رہے ہوں گے۔ اس لئے اہل ربوہ خاص توجہ دیتے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے نالیوں کی صفائی کا بھی اہتمام کریں اور گھروں کے ماحول میں بھی کوڑا کرکٹ سے جگہ کو صاف کرنے کا بھی انتظام کریں۔ تاکہ کبھی کسی راہ چلنے والے کو اس طرح نہ چلنا پڑے کہ گند سے بچنے کیلئے سنبھال سنبھال کر قدم رکھ رہا ہو اور ناک پر رومال ہو کہ بو آ رہی ہے۔ اب اگر جلسے نہیں ہوتے تو یہ مطلب نہیں کہ ربوہ صاف نہ ہو بلکہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا تھا کہ دلہن کی طرح سجا کے رکھو۔ یہ سجاوٹ اب مستقل رہنی چاہیے۔ مشاورت کے دنوں میں ربوہ کی بعض سڑکوں کو سجایا گیا تھا۔ تزئین ربوہ والوں نے اس کی تصویریں بھیجی ہیں، بہت خوبصورت سجایا گیا لیکن ربوہ کا اب ہر چوک اس طرح سجنا چاہیے تاکہ احساس ہو کہ ہاں ربوہ میں صفائی اور خوبصورتی کی طرف توجہ دی گئی ہے اور ہر گھر کے سامنے صفائی کا ایک اعلیٰ معیار نظر آنا چاہیے۔ اور یہ کام صرف تزئین کمیٹی نہیں کر سکتی بلکہ ہر شہری کو اس طرف توجہ دینی ہوگی۔

اسی طرح قادیان میں بھی احمدی گھروں کے اندر اور باہر صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ ایک واضح فرق نظر آنا چاہیے۔ گزرنے والے کو پتہ چلے کہ اب وہ احمدی محلے یا احمدی گھر کے سامنے سے گزر رہا ہے۔ اس وقت تو مجھے پتہ نہیں کہ کیا معیار ہے، 191ء میں جب میں گیا ہوں تو اس وقت شاید اس لئے کہ لوگوں کا رش زیادہ تھا، کافی مہمان بھی آئے ہوئے تھے لگتا تھا کہ ضرورت ہے اس طرف توجہ دی جائے اور میرے خیال میں اب بھی ضرورت ہوگی۔ اس طرف خاص توجہ دیں اور صفائی کا خیال رکھیں اور جہاں بھی نئی عمارات بن رہی ہیں اور تنگ محلوں سے نکل کر جہاں بھی احمدی کھلی جگہوں پر اپنے گھر بنا رہے ہیں وہاں صاف ستھرا بھی رکھیں اور سبزے بھی لگائیں، درخت پودے گھاس وغیرہ لگنا چاہیے اور یہ صرف قادیان ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ اور جماعتی عمارات ہیں ان میں خدام الاحمدیہ کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیے کہ وہ وقار عمل کر کے ان جماعتی عمارات کے ماحول کو بھی صاف رکھیں اور وہاں پھول پودے لگانے کا بھی انتظام کریں اور صرف قادیان میں نہیں بلکہ دنیا میں ہر جگہ جہاں بھی جماعتی عمارات ہیں ان کے ارد گرد خاص طور پر صفائی اور سبزہ اس طرح نظر آئے کہ ان کی اپنی ایک انفرادیت نظر آتی ہو''۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول ص 169)

''صفائی کے ضمن میں ایک انتہائی ضروری بات جو جماعتی طور پر ضروری ہے وہ ہے جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنا۔ اس کا پہلے میں ذکر کر چکا ہوں۔ اس کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہیے۔ اور خدام الاحمدیہ کو وقار عمل بھی کرنا چاہیے۔ اور اگر عمارت کے اندر کا حصہ ہے تو لجنہ کو بھی اس میں حصہ لینا چاہیے۔ اور اس میں سب سے اہم عمارات (بیوت الذکر) ہیں (بیوت الذکر) کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہیے، خوبصورت بنانا چاہیے۔ اور اس کے ساتھ ہی (بیت الذکر) کے اندر کی صفائی کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہیے''۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول ص 177)

چھلکے سڑک پر نہ پھینکیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

''اب آپ اپنے ماحول میں دیکھیں کہ کتنے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو جانتے، سمجھتے اور پھر اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور اس گندے ماحول میں ہمارے بہت سے احمدی خدام بھی ایسے ہوں گے جن کو یہ خیال نہیں آتا ہوگا کہ سڑک پر کوئی تکلیف دہ چیز نہ پھینکیں۔ اوّل تو سڑک پر کھانا پسندیدہ نہیں۔ لیکن اگر کہیں ضرورت پڑ جائے (بعض دفعہ مسافروں کو سڑک کے کنارے پر کھانے کی جائز ضرورت پڑ جاتی ہے)۔ تو وہ تربوز کھائیں گے تو اس کے چھلکے وہیں سڑک پر پھینک دیں گے۔ آم کھائیں گے تو اس کی گٹھلیاں وغیرہ وہیں سڑک پر پھینک دیں گے۔ کیلا کھائیں گے تو اُس کے چھلکے وہیں سڑک پر پھینک دیں گے اور بعض دفعہ آٹھ دس منٹ کے بعد کوئی بچہ دوڑتا ہوا وہاں سے گزرے اور کیلے کے چھلکے یا آم کی گٹھلی یا تربوز کے چھلکے پر سے پاؤں پھسلے اور گرے اور اس کی کوئی ہڈی ٹوٹ جائے تو ایسے شخص نے اس سڑک کی خدمت نہیں کی۔ نیز اس نے بنی نوع انسان میں سے کسی کو تکلیف پہنچانے کا امکان پیدا کر دیا''۔

(مشعل راہ جلد دوم ص 132,131)

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

افغانستان کا فری میسن بادشاہ

1903ء میں افغانستان کے بادشاہ امیر حبیب اللہ کے حکم پر حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو ظالمانہ طریق پر سنگسار کر دیا گیا تھا۔ امیر حبیب اللہ کے اس ظالمانہ فعل پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور آئندہ بھی لکھا جائے گا اور اس واقعہ کے علاوہ بھی امیر حبیب اللہ کی شخصیت کے بارے میں تاریخ کی کتب میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور مختلف زاویوں سے ان کی شخصیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ 30 ستمبر 1900ء کو امیر حبیب اللہ کے والد امیر عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا اور اسی رات امیر حبیب اللہ کو نیا امیر تسلیم کر لیا گیا اور 3 / اکتوبر 1900ء کو اس کی باقاعدہ رسمی تاج پوشی بھی ہوگئی۔ 30 ستمبر 1900ء کو حضرت اماں جان نے رات کو تقریباً بارہ بجے ایک رؤیا دیکھی اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود نے توجہ کی تو آپ کو دو الہام ہوئے ان میں دوسرا الہام

''فری میسن مسلط نہیں کئے جائیں گے کہ اس کو ہلاک کریں'' تھا۔

اور حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میرے دل میں فری میسن کے بارے میں گزرا جن کے ارادے مخفی ہوں۔ (تذکرہ ص 336)

اس سے اگلی رات کو ہی افغانستان کے فرمانروا امیر عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا اور ان کے بیٹے حبیب اللہ کو بادشاہ تسلیم کر لیا گیا اور 3 / اکتوبر کو ان کی باقاعدہ تاجپوشی بھی کر دی گئی۔ اس وقت بظاہر اس الہام اور امیر حبیب اللہ کے تخت نشین ہونے کا کوئی تعلق نظر نہیں آتا تھا لیکن بعد میں ظاہر ہونے والے حالات نے بالکل اور منظر پیش کیا اور حیران کن طور پر امیر حبیب اللہ نے خود درخواست کر کے فری میسن تنظیم کی رکنیت اختیار کی۔

جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو یہ الہام 30 ستمبر یا یکم اکتوبر 1900ء کو ہوا تھا اور اس الہام کے تقریباً چار ماہ کے بعد ملکہ وکٹوریہ کا انتقال ہوا اور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم تخت نشین ہوئے۔ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا بھی فری میسن تنظیم سے گہرا تعلق تھا۔ وہ تقریباً 25 سال سے اس تنظیم کے گرینڈ ماسٹر تھے اور اس کی سرگرمیوں میں ایک طویل عرصہ سے بھرپور انداز میں حصہ لے رہے تھے۔ بادشاہ بننے سے پہلے ان کی متنازعہ زندگی میں واحد سنجیدہ اور مستقل چیز ان کی فری میسن تنظیم سے وابستگی نظر آتی ہے۔ عقل اس بات کو محض اتفاق تسلیم نہیں کر سکتی کہ اللہ تعالیٰ کے ایک مامور کو فری میسن تنظیم کے متعلق ایک الہام ہوتا ہے اور اسی رات ایک ایسا بادشاہ تخت نشین ہوتا ہے جو کہ بعد میں فری میسن تنظیم کا رکن بن جاتا ہے اور احمدیوں پر ظلم کرنے میں پیش پیش رہتا ہے۔ اور اس کے چند ماہ کے بعد دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے تخت پر وہ شخص تخت نشین ہو جاتا ہے جو کہ ایک طویل عرصہ سے اس تنظیم کا سرگرم رکن بلکہ ایک طرح سے سربراہ کی حیثیت رکھتا تھا اور جس ملک میں اللہ تعالیٰ کا مامور موجود تھا وہ بھی اس وقت اسی سلطنت کے ماتحت تھا۔

اکتوبر 1902ء میں ہندوستان میں ایک اہم فری میسن ایک اہم عہدے پر فائز کر دیئے گئے۔ یہ اہم رکن کچنر (Kitchner) تھے جنہیں ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کا کمانڈر انچیف مقرر کر دیا گیا تھا۔ کچنر 33 سال کی عمر میں فری میسن تنظیم کے رکن بنے تھے اور انہیں مصر اور سوڈان کا ڈسٹرکٹ گرینڈ ماسٹر بھی مقرر کیا گیا تھا۔ سوڈان میں انہوں نے مہدی سوڈانی کے خلیفہ کی فوجوں کو شکست دی تھی اور اس شکست کے بعد مہدی سوڈانی کی بنائی ہوئی حکومت بھی ختم ہوگئی تھی۔ اس مہم میں مہدی سوڈانی کے ہزاروں پیروکار مارے گئے تھے اور اس میں فتح کے بعد مہدی سوڈانی کی قبر بھی اکھیڑ دی گئی تھی۔ اس کے بعد کچنر فوجی خدمات سرانجام دینے کے لئے جنوبی افریقہ گئے اور وہاں بھی فری میسن تنظیم کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے اور اکتوبر 1902ء میں انہیں ہندوستان میں موجود افواج کا کمانڈر انچیف بنا دیا گیا۔ یہاں پر بھی وہ فری میسن تنظیم کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے رہے اور صوبہ پنجاب کے ڈسٹرکٹ گرینڈ ماسٹر بھی بنے۔

جب کچنر ہندوستان میں پہنچے تو اس وقت کرزن (Curzon) ہندوستان میں وائسرائے تھے۔ کچھ عرصہ بعد کچنر اور کرزن میں اختلافات شروع ہوئے اور انجام یہاں پر ہوا کہ کرزن کو 1905ء میں مستعفی ہونا پڑا۔ اور حکومت برطانیہ نے ان کی جگہ لارڈ منٹو کو وائسرائے مقرر کر دیا۔ وہ پہلے کینیڈا کے گورنر جنرل کے منصب پر کام کرتے رہے تھے۔ اس طرح **ان چند سالوں میں ہندوستان پر حکمران بادشاہ فری میسن بن گیا، ہندوستان کا وائسرائے فری میسن مقرر ہوا اور ہندوستان کی انگریز فوج کا کمانڈر انچیف فری میسن بن گیا۔**

افغانستان میں امیر حبیب اللہ کے امیر بننے سے قبل یہاں پر امیر عبدالرحمٰن حکمران تھے۔ امیر عبدالرحمٰن اور سلطنت برطانیہ کے درمیان معاہدہ تھا۔ یہ معاہدہ 1893ء میں ہوا تھا اور اس کی رو سے یہ طے ہوا تھا کہ حکومتِ برطانیہ جو پہلے امیر عبدالرحمٰن کو 6 لاکھ روپے سالانہ کا وظیفہ دے رہی تھی اس میں اضافہ کر کے انہیں ہر سال بارہ لاکھ روپے سالانہ کا وظیفہ ملا کرے گا۔ اور حکومتِ برطانیہ انہیں اسلحہ خریدنے میں مدد بھی دے گی۔ جب 1900ء میں امیر حبیب اللہ تخت نشین

ہوئے تو ہندوستان کے وائسرائے لارڈ کرزن کا یہ موقف تھا کہ جو معاہدہ انگریز حکومت اور امیر عبدالرحمٰن کے مابین ہوا تھا وہ اب از سرِ نو ہونا چاہئے کیونکہ یہ معاہدہ تو امیر عبدالرحمٰن کی ذات کے ساتھ تھا اور ان کی موت کے ساتھ ختم ہوگیا ہے۔ جب کہ امیر حبیب اللہ کا اصرار تھا کہ یہ معاہدہ قائم ہے اور وہ بغیر کسی نئے معاہدے کے اس معاہدے میں مذکور مراعات کے حقدار ہیں۔ دراصل اس معاہدے کے ساتھ انگریز حکومت کی حفاظت کے علاوہ کافی خطیر وظیفہ بھی منسلک تھا اور امیر حبیب اللہ اس سے ہاتھ دھونا نہیں چاہتے تھے۔ اور لارڈ کرزن کا اصرار یہ تھا کہ امیر حبیب اللہ ہندوستان آئیں تو ان سے از سرِ نو معاہدہ کیا جائے۔ وقت کے ساتھ ہندوستان کی انگریز حکومت کو احساس ہوا کہ شاید ان حالات میں امیر حبیب اللہ کے لئے شاید افغانستان سے ہندوستان آنا مشکل ہو، سر لوئیس ڈین (Dane) کو مذاکرات کے لئے افغانستان بھجوایا گیا۔ وہ نومبر 1904ء میں افغانستان میں داخل ہوئے۔ جب مذاکرات شروع ہوئے تو امیر حبیب اللہ نے اعتراف کیا کہ انہیں اندازہ ہے کہ وہ اکیلے روسی عزائم کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور کم از کم روس کے ساتھ افغانستان کی مغربی سرحد کی حفاظت سلطنتِ برطانیہ کو کرنی پڑے گی۔ البتہ وہ پشاور سے کابل تک ریلوے لائن بچھوانے کے حق میں نہیں تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس سے افغانستان کے عوام میں یہ تاثر پڑے گا کہ افغانستان کے دل میں نیزے کا رخ کیا جا رہا ہے۔ البتہ وہ اس کے متبادل راستے تجویز کر رہے تھے۔ امیر حبیب اللہ اور ان کے مشیر روس کے خلاف انگریز حکومت سے وسیع تر عسکری تعاون کے لئے کوشاں تھے۔ لیکن وائسرائے لارڈ کرزن کوئی زیادہ مثبت رویہ نہیں دکھا رہے تھے۔ ان کا اصرار تھا کہ جب امیر حبیب اللہ ہندوستان آئیں گے تو ان امور پر غور کیا جائے گا۔ بہر حال انگریز حکومت اور امیر حبیب اللہ کے مابین معاہدہ ہو گیا اور انگریز حکومت نے یہ عندیہ بھی دے دیا کہ گزشتہ چند سال سے امیر حبیب اللہ کو جو وظیفہ نہیں ملا تھا اس کے بقایا جات انہیں دے دیئے جائیں گے۔

(History of Afghanistan by Percy Sykes P 215-222)

1905ء میں وائسرائے لارڈ کرزن اور ہندوستان میں انگریز فوج کے کمانڈر انچیف کچنر میں تنازع شروع ہوا اور یہ تنازع اتنا بڑھا کہ لارڈ کرزن کو استعفیٰ دینا پڑا اور ان کی جگہ منٹو کو نیا وائسرائے مقرر کیا گیا۔ منٹو بھی کچنر کی طرح فری میسن تھے۔ جب منٹو وائسرائے بن گئے تو افغانستان کی حکومت کی طرف سے یہ عندیہ دیا گیا کہ اگر امیر حبیب اللہ کو ہندوستان کے دورہ کی دعوت دی گئی تو وہ اسے قبول کر لیں گے۔ چنانچہ وائسرائے منٹو کی طرف سے امیر حبیب اللہ کو ہندوستان کے دورہ کی دعوت دی گئی جو کہ انہوں نے قبول کر لی۔ 2 جنوری 1907ء میں امیر حبیب اللہ لنڈی کوتل کے راستے ہندوستان میں داخل ہوئے۔ ان کا استقبال 31 توپوں کی سلامی سے کیا گیا۔ ان کا استقبال ہنری میکموہن (Henry McMohan) نے کیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہنری میکموہن خود فری میسن تنظیم کے سرگرم رکن تھے۔ اور انہوں نے 1908ء میں کوئٹہ میں فری میسن تنظیم کی لاج (Lodge) بھی قائم کی تھی۔ (Lodge فری میسن تنظیم کے مقامی مرکز کو کہا جاتا ہے۔) اور اس سے پہلے میکموہن 1903ء میں افغانستان کا دورہ کر چکے تھے اور ان کے دورہ کا مقصد یہ تھا کہ افغانستان اور ایران کے درمیان سرحد بندی کے کام میں اہم کردار ادا کریں۔ جب حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو امیر حبیب اللہ کے حکم پر سنگسار کیا گیا تو اس وقت میکموہن افغانستان اور ایران کی سرحد پر یہ اہم مشن سرانجام دے رہے تھے اور اس سے پہلے وہ ہندوستان اور افغانستان کی سرحد پر ڈیورنڈ لائن کی سرحد بندی میں بھی اہم کردار ادا کر چکے تھے اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب نے بھی ایک مقام پر اس سرحد بندی کے کام میں حصہ لیا تھا۔ ہنری میکموہن نے بعد میں تبت اور ہندوستان کے مابین سرحد بندی کا اہم کام بھی کیا تھا۔ جس وقت امیر حبیب اللہ نے ہندوستان کا دورہ کیا اس وقت ہنری میکموہن بلوچستان کے چیف کمشنر تھے اور امیر حبیب اللہ کے دورہ ہندوستان کے جملہ انتظامات ان کے سپرد تھے۔

دورہ کے آغاز میں ہی امیر حبیب اللہ نے میکموہن سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ فری میسن بننا چاہتے ہیں۔ بقول میکموہن ان کے اس اظہار نے انہیں حیران کر دیا۔ میکموہن تحریر کرتے ہیں کہ انہوں نے اس معاملہ میں امیر حبیب اللہ کی کوئی حوصلہ افزائی نہیں کی لیکن وہ بار بار اپنے اس اصرار کو دہراتے رہے۔ امیر حبیب اللہ بار بار میکموہن سے درخواست کرتے رہے کہ وہ اس معاملہ میں ان کی مدد کریں اور اس کے ساتھ امیر حبیب اللہ کا یہ اصرار تھا کہ یہ سب کچھ خفیہ ہو اور اس خبر کو منظر عام پر نہ لایا جائے۔ حتیٰ کہ ان کے ہمسفروں کو بھی اس کی کچھ خبر نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ امیر حبیب اللہ اپنے ملک سے باہر نکلے تھے اس لئے ان کی یہ خواہش حیران کن تھی۔ میکموہن نے امیر حبیب اللہ سے دریافت کیا کہ انہیں فری میسن بننے کا خیال کیسے آیا۔ میکموہن کے مطابق اس کا جواب امیر نے صرف یہ دیا کہ وہ کچھ ایسے لوگوں سے مل چکے ہیں جو کہ اس تنظیم کے رکن تھے اور انہوں نے ان اشخاص کو بہت اچھا انسان پایا اور وہ جانتے ہیں کہ فری میسن ایک اچھی تنظیم ہے۔ وہ عملی فریمیسنری (operative freemasonry) کے متعلق کچھ نہ کچھ علم ضرور رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ بآسانی بعض پرانی اور تاریخی عمارات میں ایسی علامات کو پہچان لیتے تھے جنہیں فری میسن اپنی علامات کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

جب امیر حبیب اللہ کا اصرار بڑھا تو میکموہن نے اس بارے میں کچنر سے رابطہ کیا جو کہ پنجاب میں فری میسن تنظیم کے ڈسٹرکٹ گرینڈ ماسٹر تھے اور ہندوستان میں انگریز افواج کے کمانڈر انچیف بھی تھے۔ کچنر نے اس مسئلہ پر برطانیہ کے بادشاہ جارج ہفتم کے بھائی ڈیوک آف کوناٹ (Duke of Connaught) سے رابطہ کیا جو کہ اپنے بھائی جارج ہفتم کے بادشاہ بننے کے بعد سے انگلستان کی یونائیٹڈ گرینڈ لاج کے گرینڈ ماسٹر تھے۔ یہ اس وقت سیلون کا دورہ کر رہے تھے۔ ڈیوک آف کوناٹ نے اس بات کی اجازت دے دی کہ امیر حبیب اللہ کو فری میسن تنظیم کے رکن کے طور پر قبول کیا جائے اور اس بات کی اجازت بھی دے دی کہ انہیں پہلے تین مدارج ایک ساتھ ہی دے دیئے جائیں۔ واضح رہے کہ اس تنظیم میں 33 مدارج ہیں۔

یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب امیر اس دورہ کے دوران کلکتہ جائیں گے تو انہیں فری میسن بنایا جائے گا۔ اور یہ اہتمام بھی کرنا تھا کہ یہ سب کچھ خفیہ ہو اور کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہو۔ اس کام کے لئے 2 فروری کی تاریخ کا انتخاب کیا گیا۔ جس لاج میں امیر حبیب اللہ کو فری میسن بنائے جانے کی رسومات ادا کی جانی تھیں اس کا نام Lodge Concordia تھا اور اس وقت اس کے تمام ممبران انگریز تھے۔ اس تقریب کے لئے ایک خفیہ دعوت نامہ جاری کیا گیا جو کہ ایک دو ورقہ پر ہاتھ سے لکھا ہوا تھا اور اس دعوت نامہ کو جاری کرنے والے اس لاج کے سیکریٹری آرتھر لکمین (Arthur Luckman) تھے اور اس دعوت نامہ کے اوپر لکھا گیا تھا 'Most Strictly Private & Confidential to the Members of the Lodge'

اور نیچے لکھا گیا تھا کہ یہ میٹنگ بروز ہفتہ، 2 فروری 1907ء کو رات کو ساڑھے نو بجے فری میسن ہال 54 پارک سٹریٹ میں ہوگی۔

اور دوسرے ورقہ پر لکھا گیا تھا کہ اس میٹنگ کا ایجنڈا یہ ہے کہ امیر حبیب اللہ کو فری میسن بنانے کی رسومات ادا کی جائیں گی اور دلچسپ بات یہ ہے کہ امیر حبیب اللہ کو فری میسن بنانے کے تجویز کنندہ کے طور پر کچنر کا نام لکھا ہوا تھا۔ (اس دعوت نامے کا عکس انٹرنیٹ پر موجود ہے۔)

اس روز کچنر نے امیر حبیب اللہ کو رات کے کھانے پر مدعو کیا اور امیر حبیب اللہ اس دعوت پر اکیلے گئے۔ کھانے کے بعد خفیہ طریق پر امیر حبیب اللہ کو فری میسن ہال لے جایا گیا۔ اور وہاں پر رسومات کا آغاز کیا گیا جو کہ رات کو بارہ بجے تک جاری رہیں۔ میکموہن تحریر کرتے ہیں کہ امیر حبیب اللہ اس دوران ان تمام رسومات کا مطلب جاننے کے لئے سوالات کرتے رہے اور میکموہن نے ان کے ترجمان کے فرائض ادا کئے۔ ان رسومات کے اختتام پر کچنر نے فری میسن تنظیم کی افادیت پر لیکچر دیا۔ رات گئے امیر حبیب اللہ جہاں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں پہنچے۔

اس وقت تو یہ خبر خفیہ ہی رہی لیکن جب امیر حبیب اللہ افغانستان واپس پہنچ گئے تو کسی نامعلوم شخص نے یہ افواہ اڑا دی کہ امیر فری میسن بن گئے ہیں۔ اس پر وہاں کے مولوی حضرات نے امیر کے خلاف شور مچا دیا۔ امیر حبیب اللہ نے بڑے بڑے مولوی حضرات کو دربار میں بلایا اور کہا کہ وہ فری میسن ہیں اور انہیں اپنے فری میسن ہونے پر فخر ہے۔ اور اب کسی مولوی نے اس بات پر تنقید کی تو اسے اس کی قیمت اپنے سر کی صورت میں ادا کرنی پڑے گی۔

میکموہن کا خیال تھا کہ یہ فری میسن بننے کی وجہ سے تھا کہ امیر حبیب اللہ کی برطانیہ دوستی میں اضافہ ہوا اور جب پہلی جنگ عظیم کے دوران بار بار ترکی اور جرمنی کی طرف سے انہیں پیغام بھجوائے گئے کہ وہ برطانیہ کی خلاف جنگ میں ان کے ساتھ بن کر شامل ہوں تو انہوں نے انکار کر دیا۔

(An Account of the Entry of H.M. Habibullah Khan Amir of Afgahnistan into Freemasonry -1907 by Henry Mcmahon)

بہر حال ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کرنے کے بعد 7 مارچ 1907ء کو امیر حبیب اللہ واپس افغانستان کی حدود میں داخل ہوئے تھے۔ انہیں لنڈی کوتل میں الوداع کہنے کے لئے میکموہن خود آئے تھے اور جب ان سے رخصت ہونے کے لئے امیر حبیب اللہ ان سے گلے ملے تو شدت جذبات سے امیر حبیب اللہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

(History of Afghanistan by Percy Sykes P 229)

معلوم ہوتا ہے کہ امیر حبیب اللہ کے افغانستان پہنچنے کے جلد ہی بعد یہ خبر افغانستان میں مشہور ہوگئی تھی امیر حبیب اللہ فری میسن بن گئے ہیں کیونکہ یہ ذکر 19 مارچ 1907ء کو حضرت مسیح موعود کی مبارک مجلس میں بھی آیا کہ افغانستان کے لوگ امیر حبیب اللہ کے فری میسن بن جانے کے سبب ناراض ہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

اس ناراضگی میں وہ حق پر ہیں کیونکہ موحد اور سچا مسلمان فری میسن میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کا اصل شعبہ عیسائیت ہے اور بعض مدارج کے حصول کے واسطے کھلے طور پر بپتسمہ لینا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں داخل ہونا ایک ارتداد کا حکم رکھتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم 187)

گو کہ پرچار یہی کیا جاتا ہے کہ فری میسن ہونے کے لئے صرف خدا کے وجود پر ایمان لانا ضروری ہے اور کسی خاص مذہب سے اس کا کوئی تعلق نہیں، ہر مذہب سے وابستہ شخص فری میسن بن سکتا ہے لیکن اس تنظیم پر کس مذہب کا غلبہ ہے اس کا اندازہ ان مثالوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس دور میں فری میسن تنظیم کی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ وہ تھا جب فری میسن تنظیم کے وہ دو حصے جو کہ علیحدہ تھے یکم دسمبر 1813ء کو متحد ہوئے اور اس طرح دو Grand Lodges of

England نے مل کر United Grand Lodge of England بنائی۔ اس عمل میں برطانیہ کے شاہی خاندان کے کئی افراد اور خود ملکہ وکٹوریہ کے والد نے بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔ جب باقاعدہ طور پر اس اتحاد کی رسومات ادا کی جارہی تھیں تو اس وقت جو دعا پڑھی گئی اس کے الفاظ یہ تھے

May the Great Architect of the Universe enable us to uphold the grand edifice of Union, of which the ark of the covenant is the symbol,which shall contain within the instrument of our brotherly love, and bear upon it the Holy Bible ,square and compass,as the light of our faith and the rule of works .May He dispose our hearts to make it perpetual.

کائنات کا عظیم معمار ہمیں توفیق دے کہ ہم اتحاد کی اس عظیم عمارت کو قائم رکھیں، عہد کا صندوق جس کی علامت ہے جس کے اندر ہماری برادرانہ محبت کی علامات موجود ہیں اور اس پر مقدس بائیبل، Square اور قطب نما کا سایہ رکھے۔

(Freemasonry and its etiquette by William Preston, Campbell-Everden. p 33-34)

اس کے علاوہ خود ان مصنفین نے جو کہ فری میسن تنظیم سے تعلق رکھتے تھے یہ لکھا ہے کہ فری میسوں کی اہم تقریبات میں بائیبل کی دعائیں اور عبارات پڑھنا ضروری ہے۔ فری میسوں کی نئی lodge کی افتتاحی تقریب کے دوران کی جانے والی دعاؤں میں خدا کو بائیبل کی طرز پر Lord God of Israel کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح اس تقریب میں زبور کی دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور اس تقریب میں بائیبل کی کتاب نحمیا کی یہ عبارت پڑھی جاتی ہے۔

''کیونکہ بنی اسرائیل اور بنی لاوی اناج اور مے اور تیل کی اُٹھائی ہوئی قربانیاں ان کوٹھریوں میں لایا کریں گے جہاں مقدس کے ظروف اور خدمت گذار کاہن اور دربان اور گانے والے ہیں اور ہم اپنے خدا کے گھر کو نہیں چھوڑیں گے۔'' (نحمیا باب 10 آیت 39)۔ پھر اس موقع پر بائیبل کی کتاب خروج کے باب 30 کا وہ حصہ پڑھا جاتا ہے جس میں اس تیل کے تیار کرنے کا نسخہ لکھا ہوا ہے جسے مختلف رسومات کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اور بائیبل کی کتاب احبار کا یہ جملہ بھی دعاؤں کے دوران پڑھا جاتا۔

''اور تو اپنی نذر کی قربانی کے ہر چڑھاوے کو نمکین بنانا اور اپنی کسی نذر کی قربانی کو اپنے خدا کے عہد کے نمک کے بغیر نہ رہنے دینا۔ اپنے سب چڑھاووں کے ساتھ نمک بھی چڑھانا''۔ (احبار باب 2 آیت 13)

ایک Lodge کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے جو رسومات ادا کی جاتی ہیں ان میں یہ مکالمہ بھی شامل ہے۔

''اگر بنیادیں تباہ کر دی جائیں تو راست باز کیا کریں؟

اس کی بنیادیں مقدس پہاڑیوں پر ہیں۔ خداوند صیہون کے ابواب کو یعقوب کی تمام رہائش گاہوں سے زیادہ پسند کرتا ہے۔''

اور جب فری میسوں کی عمارت کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے تو اس موقع صداقت کی علامت کے طور پر شراب پیش کی جاتی ہے اور اس شراب کو بنیاد کے پتھر پر انڈیلا جاتا ہے اور پھر بائیبل کی کتب گنتی اور خروج کی عبارات پڑھی جاتی ہیں۔

(Freemasonry and its etiquette by William Preston, Campbell -Everden p 242,245,258,259,260)

مندرجہ بالا حقائق کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اس تنظیم میں کس مذہب اور اس کی مقدس کتاب کی چھاپ حاوی ہے۔ گو اعلان یہی ہے کہ اس تنظیم کے دروازے سب مذاہب کے لوگوں کے لئے کھلے ہیں۔

ان حقائق کو پڑھتے ہوئے ایک سوال ذہن میں ضرور اُٹھتا ہے اور وہ یہ کہ جب امیر حبیب اللہ ہندوستان کے دورہ پر آئے تو یہ پہلی مرتبہ تھا کہ وہ اپنے ملک سے باہر نکلے ہوں اور اس دور میں عموماً افغانستان میں زیادہ غیر ملکیوں کی آمد نہیں رہتی تھی۔ آخر انہیں فری میسن تنظیم کا تعارف کہاں سے حاصل ہوا اور اگر میکموہن کا کہنا درست ہے تو امیر حبیب اللہ سے جب دریافت کیا گیا تو انہوں نے اپنے فری میسن بننے کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ وہ پہلے کچھ فری میسنز سے ملے تھے اور ان سے متاثر ہوئے تھے۔ جبکہ جب انہوں نے ہندوستان کا دورہ کیا تو اس وقت تو فری میسن تنظیم کا افغانستان میں کوئی وجود نہیں تھا۔ کیا اس سے پہلے کبھی فری میسن تنظیم کی کوئی Lodge افغانستان میں قائم رہ چکی تھی؟ یہ جاننے کے لئے ہم نے Library and Museum of Freemasonry London سے رابطہ کیا۔ ان کے اسسٹنٹ لائبریرین Peter Aitkenhead نے یہ معلومات مہیا کیں کہ تاریخ میں ایک ہی مرتبہ افغانستان میں فری میسن تنظیم کی کوئی Lodge قائم ہوئی ہے۔ اور یہ قیام 1880ء میں ہوا۔ کابل کی Lodge کے سب ممبران انگریز تھے۔ اس لاج کا نام Seaforth Lodge تھا۔ اس وقت انگریز افواج کابل میں موجود تھیں اور یہ Lodge 1881ء تک وہاں کام کرتی رہی پھر جب انگریز افواج کابل سے رخصت ہوئیں تو اس لاج (lodge) کو بھی ختم کر دیا گیا۔ اس لاج کا نمبر 1866 تھا اور اسے پنجاب کی فری میسن تنظیم کے گرینڈ ماسٹر کی اجازت سے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے اجلاس Sherpore Club کابل میں ہوتے تھے۔ اس لاج کے ماسٹر Stewart Mackenzie تھے۔ اسسٹنٹ لائبریرین Peter Aitkenhead نے ہمیں اس لاج کے رجسٹر کی فوٹو کاپی بھی مہیا کی جس میں لاج کے ممبران کے نام لکھے گئے تھے۔ اس لاج کے بانی اراکین 12 تھے جن میں 9 وہاب لاج (Benevolent Lodge) جس کا نمبر 988 تھا سے افغانستان آئے تھے۔ اس وقت یہ لاج سیالکوٹ میں قائم تھی اور ایک ایک بانی ممبر Indus Lodge ڈیرہ اسماعیل خان، Charity Lodge انبالہ اور St.John The Evangelist Lodge میاں میر لاہور سے افغانستان منتقل ہوئے تھے۔ سب اراکین انگریز فوجی تھے اور کوئی مقامی اس کا ممبر نہیں تھا۔ جون 1880ء میں اس کو بنایا گیا اور کم از کم باقاعدہ طور پر اکتوبر 1881ء میں اسے ختم کر دیا گیا۔ اس کے رجسٹر میں 12 بانی اراکین اور اس کے علاوہ 74 مزید اراکین کے نام درج ہیں۔ جب کہ ان لوگوں کا قیام افغانستان میں صرف ایک محدود مدت کے لئے تھا تو اس محدود مدت کے لئے کابل میں ایک لاج کی تشکیل کیا معمول کی پالیسی کا حصہ تھی یا اور کوئی وجہ اس کا سبب بنی یہ بات تحقیق طلب ہے۔ اس بات کا امکان کہ امیر حبیب اللہ براہ راست اس لاج کی سرگرمیوں سے متاثر ہوئے ہوں کم ہے کیونکہ اس وقت ان کی عمر صرف دس سال تھی۔ اس لاج کے ختم ہونے کے بعد فری میسن تنظیم کی دلچسپی کس حد تک تھی یہ بات تحقیق طلب ہے۔ اس بات کے کوئی شواہد نہیں ملتے کہ خود امیر حبیب اللہ نے افغانستان میں کوئی لاج قائم کرنے کی کوشش کی ہو۔

لیکن امیر حبیب اللہ کی شخصیت کے متعلق اگر کوئی رائے قائم کی جائے تو یہ اہم بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ وہ خود درخواست کر کے اور اصرار کر کے فری میسن تنظیم کے رکن بنے تھے اور اس تنظیم کی سرگرمیاں زیادہ تر خفیہ ہی رکھی جاتی ہیں لیکن ان پر ہمیشہ سے مسلمانوں کی مخالفت اور ان کے مفادات کو نقصان پہنچانے کا الزام لگتا رہا ہے۔ گو کہ ان کی طرف سے اس الزام سے ہمیشہ انکار کیا گیا۔ اس جیسی کئی وجوہات کی بنا پر کئی دہائیاں قبل پاکستان میں فری میسن تنظیم پر پابندی لگادی گئی تھی۔

قادیان میں صنعتی مراکز

متحدہ ہندوستان کے دور میں حضرت مصلح موعود نے قادیان میں تحریک جدید کے زیر انتظام لوہے، لکڑی اور چمڑے کے کارخانے جاری کرائے۔ اس کے علاوہ مختلف احمدی صناعوں کی کوشش سے شیشہ سازی اور دوسری اشیاء کے متعدد کارخانے شروع ہوئے۔ مثلاً سٹار ہوزری جس کے ذریعہ ایک ہزار کے قریب افراد کو روزگار میسر آیا اور متعدد گھروں میں مشینیں نصب ہوئیں۔ اس کارخانہ نے مکرم بابو اکبر علی صاحب جیسے لائق اور قابل انسان کے ہاتھ میں بہت ترقی کی۔ قادیان کا مشہور کارخانہ میک ورکس تھا جس کی وجہ سے قادیان کی صنعتی شہرت دور دور کے شہروں تک پھیل گئی تھی۔ اس کے علاوہ اکبر علی اینڈ سنز جنرل سروس احمد برادرز، پیرورکس، مکینیکل انڈسٹریز، آئرن سٹیل میٹل وغیرہ کارخانے لوہے کا کام کرتے تھے۔ جگہ جگہ بھٹیاں جل رہی تھیں۔ لوہا پگھل رہا تھا اور مختلف اشیاء ڈھل رہی تھیں۔ کہیں آٹا پیسنے کی مشینیں نصب تھیں۔ کہیں روئی دھننے کی کلیں اور کہیں لکڑی چیرنے کی مشینیں چل رہی تھیں۔ موسم گرما میں متعدد سوڈا واٹر فیکٹریاں کام کرتی تھیں۔ عطریات کے لئے پرفیومری کا کارخانہ تھا۔ ایک کارخانہ شیشے کا بھی تھا۔ غرض قادیان کی مقدس بستی روحانی اور تعلیمی اعتبار ہی سے نہیں صنعتی طور پر بھی ملک کا ایک مشہور مرکز بن چکی تھی۔ یہ صنعتی سرگرمیاں حضرت مصلح موعود کی خصوصی توجہ، شوق اور سرپرستی کی رہین منت تھیں۔ اس سلسلہ میں حضور کے دلی جذبات کیا تھے؟ اس کا کسی قدر اندازہ حضور کی مندرجہ ذیل تقریر سے بخوبی عیاں ہے۔ حضور نے مجلس مشاورت 1936ء کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''میں نہیں جانتا کہ دوسرے دوستوں کا کیا حال ہے۔ لیکن میں تو جب ریل گاڑی میں بیٹھتا ہوں۔ میرے دل میں حسرت ہوتی ہے کہ کاش یہ ریل گاڑی احمدیوں کی بنائی ہوئی ہو اور اس کی کمپنی کے وہ مالک ہوں اور جب میں جہاز میں بیٹھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ کاش یہ جہاز احمدیوں کے بنائے ہوئے ہوں اور وہ ان کمپنیوں کے مالک ہوں۔ میں پچھلے دنوں کراچی گیا تو اپنے دوستوں سے کہا۔ کاش کوئی دوست جہاز نہیں تو کشتی بنا کر ہی سمندر میں چلانے لگے اور میری یہ حسرت پوری کردے اور میں اس میں بیٹھ کر کہہ سکوں کہ آزاد سمندر میں یہ احمدیوں کی کشتی پھر رہی ہے۔ دوستوں سے میں نے یہ بھی کہا۔ کاش کوئی دس گز کا ہی جزیرہ ہو جس میں احمدی ہی احمدی ہوں اور ہم کہہ سکیں کہ یہ احمدیوں کا ملک ہے کہ بڑے بڑے کاموں کی ابتداء چھوٹی ہی چیزوں سے ہوتی ہے۔

یہ ہیں میرے ارادے اور یہ ہیں میری تمنائیں۔ ان کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم کام شروع کریں۔ مگر یہ کام ترقی نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ ان جذبات کی لہریں ہر ایک احمدی کے دل میں پیدا نہ ہوں اور اس کے لئے جس قربانی کی ضرورت ہے وہ نہ کی جائے۔ دنیا چونکہ صنعت و حرفت میں بہت ترقی کر چکی ہے اس لئے احمدی جو اشیاء اب بنائیں گے وہ شروع میں مہنگی پڑیں گی۔ مگر باوجود اس کے جماعت کا فرض ہے کہ انہیں خریدے''۔

(رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ 10،11،12 اپریل 1936ء ص 129،130)

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرمہ امۃ القیوم شمس صاحبہ دارالعلوم وسطی ربوہ لکھتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے پوتے جلیس احمد شمس ولد مکرم منظور الحق شمس صاحب لندن نے پہلی مرتبہ قرآن کریم ناظرہ مکمل کر لیا ہے۔ مورخہ 2 جنوری 2010ء کو بعد نماز ظہر وعصر بیت الفضل لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچے سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی۔ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت عزیزم کی والدہ مکرمہ طیبہ شمس صاحبہ نے حاصل کی ہے۔ بچہ مکرم حافظ مبین الحق شمس صاحب مرحوم کا پوتا، مکرم چوہدری رشید احمد اٹھوال صاحب دارالیمن غربی کا نواسہ اور محترم میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو قرآن کریم کے انوار و برکات میں سے وافر حصہ عطا فرمائے نیز قرآنی تعلیمات پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم لئیق احمد چوہدری صاحب سڈنی آسٹریلیا تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے بیٹے مکرم محمد احمد صاحب اور بہو مکرمہ سحر بشیر صاحبہ کو بیٹی سے نوازا ہے۔ لیکن نومولودہ پیدائش کے وقت سے اب تک قریباً چھ ماہ سے مسلسل انتہائی نگہداشت میں ہے احباب جماعت سے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہماری پریشانیوں کو دور فرمائے۔ آمین

مکرم محمد انوار الحق صاحب کلرک شعبہ مال دارالذکر لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ماموں زاد بہن محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ بیوہ مکرم منیر احمد صاحب مرحوم آف گنج مغلپورہ لاہور دائیں ہاتھ پر شوگر کا پھوڑا نکل آنے کی وجہ سے بیمار ہیں۔ شوگر ہر وقت ہائی رہتی ہے۔ کمزوری بہت ہو گئی ہے۔ احباب کرام سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ شافی مطلق خدا محض اپنے خاص فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ہر پریشانی اور مشکل سے محفوظ رکھے۔ آمین

عزیزہ آنسہ یوسف معدہ اور جگر کے انفیکشن کی وجہ سے بیمار ہے علاج جاری ہے کمزوری بہت ہو چکی ہے احباب کرام سے عزیزہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم رانا رفیق احمد صاحب ابن مکرم رانا داؤد احمد صاحب گزشتہ چند ہفتوں سے سانس اور کھانسی نیز بخار اور نزلہ زکام کی وجہ سے بیمار ہیں پھیپھڑوں کی تکلیف بھی ہے۔ سارے جسم پر چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نکلی ہوئی ہیں جن میں درد کی وجہ سے بہت تکلیف ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم محض اپنے خاص فضل سے شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور ہر پریشانی اور پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم رانا داؤد احمد صاحب حال مقیم کینیڈا آج کل بیمار ہیں۔ کمزوری بہت ہو چکی ہے۔ مقامی ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب کرام سے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کا سی ایم ایچ لاہور میں مورخہ 26 دسمبر 2009ء کو کامیاب اپریشن ہوا ہے لیکن ابھی تکلیف میں ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم میاں محمود احمد صاحب مرحوم سابق سیکرٹری وقف جدید حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی اہلیہ صاحبہ لندن میں کینسر کی وجہ سے بیمار ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم بشارت احمد صاحب سابق سیکرٹری وقف جدید حلقہ نشاط کالونی لاہور کو دل کا عارضہ اور برین ہیمبرج ہوا ہے حالت تشویش ناک ہے 20 دسمبر 2009ء سے نیشنل ہسپتال ڈیفنس میں داخل ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم عبدالمنان صاحب سابق سیکرٹری مال حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور پھیپھڑوں کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم بشیر احمد سیال صاحب ابن مکرم منیر الدین سیال صاحب حلقہ وحدت کالونی لاہور شیخ زاید ہسپتال میں ٹانگ کے گہرے زخموں کی وجہ سے زیر علاج ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی کمر میں شدید درد ہے احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محترمہ بلقیس اختر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد حفیظ قریشی صاحب دفتر دارالذکر لاہور بیمار ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم عرفان مسعود صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے والد محترم پروفیسر شیخ عبدالماجد صاحب طویل عرصہ سے بیمار ہیں چلنے پھرنے سے بھی تکلیف ہو جاتی ہے احباب جماعت سے شفا کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

کامیابی

مکرم مہر احمد خان صاحب سپراء دارالفتوح غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی عزیزہ طوبیٰ سندس نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے تعلیمی پروگرام "مقابلہ اردو مباحثہ" میں دین کالج چنیوٹ کی طرف سے حصہ لیا اور ضلعی سطح پر سوئم پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیزہ کو میرٹ سرٹیفکیٹ کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے دس ہزار روپے نقد انعام بھی ملا ہے۔ احباب جماعت سے اس کامیابی کو مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

پتہ درکار ہے

مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم رشید احمد صاحب نے قلعہ گجر سنگھ لاہور سے وصیت کی تھی۔ مئی 07ء تک آخری ادائیگی لاہور سے ہوئی ہے۔ اس کے بعد دفتر وصیت سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ اگر یہ خود یا ان کے عزیز اعلان پڑھیں تو دفتر وصیت سے رابطہ کر کے ممنون فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

تصحیح/شکریہ احباب

مکرم احمد مبارک صاحب نیویارک امریکہ تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر صادق احمد صاحب مرحوم آف کنری مورخہ 9 نومبر 2009ء کو امریکہ میں وفات پا گئیں۔ ان کی وفات پر احباب جماعت نے ای میل، فیکس، فون، خط کے ذریعہ اور خود تشریف لا کر اظہار تعزیت کیا۔ جس کیلئے خاکسار تمام دوستوں اور احباب کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہے۔ مورخہ 24 دسمبر 2009ء کی اخبار الفضل میں غلطی سے والد صاحب کی وفات کا ذکر ہو گیا تھا۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب بہن بھائیوں کو اپنے والدین کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ان کی دعاؤں کا وارث بنائے (آمین)

پتہ درکار ہے

مکرم شیخ اسرار احمد صاحب اور ان کی اہلیہ مکرمہ روبینہ اسرار صاحبہ نے مکان نمبر 72 گلی نمبر 9-A محلہ علی پور نمبر 2 اوکاڑہ سے وصیت کی تھی۔ تاہم کچھ عرصہ سے ان سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ وہ خود یہ اعلان پڑھیں یا ان کے کسی عزیز کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو تو فوری طور پر دفتر وصیت کو مطلع کریں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

منارۃ المسیح پر لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ دعوت الی اللہ

7 جنوری 1945ء کو پہلی بار منارۃ المسیح قادیان پر لاؤڈ سپیکر نصب کر کے دعوت الی اللہ کی گئی۔ چنانچہ اس روز نماز جمعہ سے قبل قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود کی نظمیں نشر کی گئیں۔ نیز مستری محمد اسماعیل صاحب صدیقی نے مختصر سی تقریر میں بتایا کہ حضرت مسیح موعود کا یہ الہام کہ "میں تیری (دعوت) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" جہاں مربیان اور تحریروں کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک پہنچایا جا رہا ہے وہاں انشاء اللہ ایک دن آلہ نشر الصوت کے ذریعہ بھی دنیا کے کناروں تک پہنچایا جا سکے گا۔ آج اس کی ابتداء اس طرح کی جا رہی ہے۔ اس آلہ کے ذریعے قادیان کے کناروں تک حضور کی آواز پہنچ رہی ہے۔ چنانچہ یہ آواز صرف قادیان کے وسیع محلہ جات میں ہی نہیں بلکہ بعض ملحقہ دیہات میں بھی صفائی کے ساتھ سنی گئی۔

پھر نماز مغرب کے بعد اس آلہ پر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ ہر سال اور ہر دن جو چڑھتا ہے وہ قادیان میں رہنے والے لوگوں پر حضرت مسیح موعود کی صداقت ظاہر کر رہا ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ سوچیں اور غور کریں۔

آخر میں نماز عشاء کی نداء مولوی بشیر الدین صاحب نے دی۔ (الفضل 9 جنوری 1944ء)

سانحہ ارتحال

مکرم چوہدری تنویر احمد صاحب مربی سلسلہ اطلاع دیتے ہیں۔

محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ بیوہ مکرم چوہدری حفیظ احمد صاحب مرحوم چک نمبر 219/ر۔ب ملوانوالہ فیصل آباد مورخہ 14 دسمبر 2009ء کو بقضائے الٰہی فیصل آباد میں وفات پا گئیں۔ آپ مکرم چوہدری روشن بھٹی صاحب مرحوم سٹھیالی گورداسپور کے ہاں 1930ء میں پیدا ہوئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ چنانچہ جنازہ ربوہ لایا گیا اور محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے بعد نماز مغرب بیت المبارک میں نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ (توسیع) میں تدفین کے بعد مکرم چوہدری محمد اسلم ناصر صاحب ریٹائرڈ سینئر ہیڈ ماسٹر نے دعا کروائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو اور نافع الناس خاتون تھیں۔ آپ نے تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے دو بیٹے انگلینڈ میں مقیم ہیں اور دو بیٹیاں جرمنی میں مقیم ہیں اور ایک بیٹے مکرم چوہدری رفیع احمد بشارت صاحب کو بطور صدر جماعت چک نمبر 219/ر۔ب گنڈا سنگھ والا خدمت دین کی توفیق مل رہی ہے۔ مرحومہ کی بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ آپ کی ساری اولاد کو اپنی حفاظت میں رکھے اور مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بقیہ از صفحہ 1)

ننکانہ اور کوٹ پنڈی داس میں سینئر ہیڈ ماسٹر اور گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول مرید کے میں بطور پرنسپل رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اپنا سکول محمود آئیڈیل سکول کے نام سے کھولا۔ آپ مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی ہونے کے باوجود استقامت سے حالات کا مقابلہ کیا۔ خلافت کے ساتھ پختہ تعلق رکھتے تھے۔ ملنسار، نظام سلسلہ کی پابندی کرنے والے عجز و انکسار کے پیکر تھے۔

پسماندگان میں بیوہ مکرمہ ثریا یوسف صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے مکرم لقمان یوسف صاحب لاہور، مکرم ہومیوڈاکٹر محمود یوسف صاحب لاہور، مکرم فاتح الدین صاحب ایڈووکیٹ لاہور، مکرم عبدالرحمٰن صاحب (طالب علم) اور ایک بیٹی مکرمہ عظمیٰ عرفان صاحبہ اہلیہ مکرم عرفان بشیر صاحب لاہور یادگار چھوڑی ہیں۔

پوسٹ مارٹم اور پولیس کارروائی کے بعد مورخہ 5 جنوری 2010ء کو رات ساڑھے دس بجے رچنا ٹاؤن میں نماز جنازہ مکرم و محترم منیر احمد شیخ صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع لاہور نے پڑھائی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ رات 12 بجے جنازہ لاہور سے ربوہ کیلئے روانہ ہوا اور صبح ساڑھے پانچ بجے دارالضیافت پہنچا جہاں بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب نے اپنے شہید بھائی کی میت کا استقبال کیا اور آخری دیدار بھی کیا۔ میت کے ساتھ کافی تعداد میں لاہور سے احباب تشریف لائے تھے۔

مورخہ 6 جنوری 2010ء کو صبح دس بجے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ عام قبرستان میں امانتاً تدفین کے بعد دعا بھی محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے کرائی۔ نماز جنازہ و تدفین میں سخت سردی اور دھند کے باوجود اہل ربوہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر خدام ربوہ نے مختلف جگہوں پر ڈیوٹی کے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ اعلیٰ علیّین میں جگہ دے۔ پسماندگان و دیگر جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازتا رہے۔ آمین

ایم ٹی اے کے پروگرام

10 جنوری 2010ء

1-20 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1-55 am	گلشن وقف نو
2-55 am	راہ ہدیٰ
4-25 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 8 جنوری 2010ء
5-30 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5-50 pm	خبرنامہ۔ بین الاقوامی اردو خبریں
6-00 pm	یسرنا القرآن
6-20 am	تلاوت
6-30 am	لقاء مع العرب
7-30 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
8-00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 8 جنوری 2010ء
9-00 am	فیتھ میٹرز
10-00 am	کھانوں کے بارے میں پروگرام
11-00 am	تلاوت، درس حدیث
11-25 am	گلشن وقف نو
12-35 pm	فیتھ میٹرز
1-40 pm	کھانوں کے بارے میں پروگرام
2-10 pm	دورہ حضور انور
3-05 pm	انڈونیشین سروس
4-05 pm	سپینش سروس
5-15 pm	تلاوت، درس حدیث
5-45 pm	یسرنا القرآن
6-05 pm	بنگلہ پروگرام
7-00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 8 جنوری 2010ء
8-05 pm	گلشن وقف نو
9-15 pm	فوڈ فار تھاٹ
9-45 pm	فیتھ میٹرز
10-50 pm	یسرنا القرآن
11-10 pm	ایم ٹی اے عالمی خبریں
11-35 pm	براہ راست عربی سروس

ضرورت ہومیوڈاکٹرز

مجلس نصرت جہاں کو ایسے مخلص ہومیوڈاکٹرز کی ضرورت ہے جو افریقہ میں خدمت سرانجام دے سکیں۔ ایسے گریجوایٹ ہومیوڈاکٹرز جو DHMS (یا اس سے زیادہ) اور B.A یا M.A کی ڈگری رکھتے ہوں اور انگریزی پر اچھا عبور ہو مجلس نصرت جہاں سے رابطہ کریں۔ فون نمبر: 047-6212967

Emal:majlsnusratjahan@yahoo.com

موبائل نمبر: 0332-7068497

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ)

اچانک موت کا سبب بننے والے جینز طبی

ماہرین نے مہلک بیماریوں سے اچانک موت پر تحقیق کرتے ہوئے انسانی جسم میں ایسے جینز کا سراغ لگایا ہے جو ان کی وجہ بنتے ہیں۔ یہ جین 100 میں سے 36 لوگوں کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن میں شائع ہونے والی اس تحقیق میں متعلقہ جین کو ''این آئی این جے ٹو'' کا نام دیا گیا ہے۔ ان جینز کو دماغ کی سوزش، بلڈ پریشر اور خون کی خرابیوں سے منسلک کیا گیا ہے۔ تحقیق کے مطابق 90 فیصد لوگوں میں اچانک موت جسم کے کسی حصے میں دوران خون اچانک رک جانے سے واقع ہو جاتی ہے۔ اس عمل کو طبی زبان میں (ISCEHEMIC) کہتے ہیں۔ طبی ماہرین نے متعلقہ جینز کو متحرک کرنے میں ماحولیاتی اثرات کو اہم قرار دیا ہے جس میں سگریٹ نوشی، ماحولیاتی آلودگی، ذہنی پریشانیاں اور معاشی دباؤ وغیرہ نہایت اہم ہیں۔ طبی ماہرین نے کہا ہے کہ ان جینز کی موجودگی کی نشاندہی کے بعد لوگوں کو علاج معالجے اور احتیاطی تدابیر کیلئے بہتر سہولیات فراہم کی جاسکتی ہیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 7۔جنوری

طلوع فجر	5:40
طلوع آفتاب	7:07
زوال آفتاب	12:15
غروب آفتاب	5:22

زعفرانی
طاقت کی دوا سب کیلئے مفید۔ سردیوں میں سردی سے محفوظ رہنے کیلئے قیمت -/300 روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

انسانیت کی محبت سے خالی دل ایک غار ہے
جلدی سونے۔ جلدی جاگنے اور کم کھانے سے صحت عقل اور دولت ملتی ہے
حکیم منور احمد عزیز
دارالفتوح گلی نمبر 1 ربوہ 047-6214029,0334-6201283

سمیع سٹیل ٹریڈرز
مینوفیکچرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز
اعلیٰ قسم کے لوہے کی چوکھاٹ کا مرکز
ڈیلرز: G.P_C.R.C_H.R.C شیٹ اینڈ کوائل
طالب دعا: میاں عبدالسمیع، میاں عمر سمیع، میاں سلمان سمیع
81-A سٹیل شیٹ مارکیٹ لنڈا بازار لاہور
Mob:0300-8469946-0302-8469946
TeL:042-7668500-7635082

ٹیڑھے دانتوں کا علاج فکسڈ بریسز سے کیا جاتا ہے
مجید کلینک گورونانک پورہ
صبح 9 بجے سے 2 بجے تک
ڈینٹل سرجن ڈاکٹر وسیم احمد ثاقب بی ڈی ایس فیصل آباد
احمد ڈینٹل سرجری
شام 6 بجے سے 10 بجے تک
احمد ڈینٹل سرجری ستیانہ روڈ پیپلز کالونی فیصل آباد
0300-9666540-041-8549093

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
219 Loha Market Landa Bazar Lahore
Tel:+92-42-7630066.7379300
Mob:0300-8472141
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

FD-10

LEARN German LANGUAGE
By German Lady Teacher
صرف خواتین کے لیے
Contact #: 0302-7681425 & 047-6211298

طاہر ہومیوپیتھک کنسلٹیشن کلینک
ڈاکٹر مرتضیٰ احمد ایم بی بی ایس K.E ایم ڈی ایران
اللہ کے فضل سے ہر طرح کے پیچیدہ، اور کرانک امراض کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے۔ مشورہ کیلئے بالمشافہ ملیں یا اپنے مفصل حالات لکھ کر بذریعہ پوسٹ میڈیسن طلب کرسکتے ہیں
424-D فیصل ٹاؤن لاہور نزد گورمے بیکرز
0322-4223537 042-5221477

BETA PIPES
042-5880151-5757238

WEDDING | PARTY | EVERYDAY
SHARIF JEWELLERS
Rabwah SINCE 1952
Aqsa Road 6212515 6215455
Railway Road 6214750 6214760
www.sharifjewellers.com